ایک
عاجز کا تذکرہ

(واقعاتی تناظر میں)

عاجز

محمد شکیل قاسمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُہ وَنُصَلّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیْم اَمّا بعد!

حدیث شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت (کے افراد) کی زیادہ تر عمریں ساٹھ یا ستر (سال) کے درمیان کی ہوں گی۔ ترمذی وابن ماجہ۔

فی الوقت اس عاجز کی عمر عزیز کے ۶۸ ر سال پورے ہو چکے ہیں، پیدائش کے بعد سے اب تک کا یہ زمانہ کس حال میں گذرا؟ خیال ہوا کہ اس کا کچھ ضروری حصہ قلم بند کرلیا جائے، تاکہ مجھ سے تعلق رکھنے والوں کیلئے وہ ایک دستاویز کے طور پر محفوظ ہو جائے، اگرچہ اس عاجز کی ہستی اس لائق نہیں ہے کہ اس کا کوئی تذکرہ قلم بند کیا جائے، پیش نظر یہ تحریر اُسی خیال کی عملی صورت ہے۔

خاندانی پس منظر

ددھال: میرے دادا محمد فاروقؒ صاحب مرحوم اور دادی آمنہؒ خاتون مرحومہ دونوں دلیل نگر قصبہ مراد گنج ضلع اوریّا کے رہنے والے تھے، جو معاشی ضرورت کیلئے ترک وطن کر کے اپنی فیملی کے ساتھ کانپور شہر آ گئے تھے اور پھر یہیں کے مستقل باشندے ہو گئے تھے؛ اُن کی اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹوں کے نام محمد عتیقؒ (اس عاجز کے والد) اور محمد توفیقؒ تھے اور بیٹیوں کے نام فاطمہؒ، عائشہؒ، صغریٰؒ اور طاہرہ رکھے گئے، ایک بیٹی محترمہ طاہرہ صاحبہ ابھی بقید حیات ہیں، باقی سب اولادیں وفات پا چکی ہیں، رحمہم اللہ۔

ننھال: میرے نانا کرم الٰہیؒ صاحب مرحوم اور نانی عالیہؒ خاتون مرحومہ دونوں فیض آباد شہر کے رہنے والے تھے، اُن کی اولاد میں میری نانی (عالیہ خاتون) سے دو بیٹے اور ایک بیٹی (میری والدہ) تھی، بیٹوں کے نام شان الٰہی اور ارشاد الٰہی تھے

اور بیٹی کا نام نور جہاں بیگم تھا، نانا مرحوم کی دوسری اہلیہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں، بیٹے کا نام معراج الٰہی اور بیٹیوں کے نام سلطانہ اور فرزانہ ہیں؛ نانا کی پہلی زوجہ (میری نانی مرحومہ) سے سب اولادیں وفات پا چکی ہیں اور دوسری زوجہ سے جو اولاد ہوئی وہ سب ماشاءاللہ بقید حیات ہیں۔

میرے والد محمد عتیق صاحب مرحوم اور میری والدہ نور جہاں بیگم مرحومہ کی اولاد میں چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئیں، بیٹوں میں محمد وثیق، محمد شفیق، محمد شکیل، محمد جمیل، محمد عقیل، محمد نبیل ہیں اور بیٹیوں میں دو جڑواں کے علاوہ کوثر جہاں، روشن جہاں، رونق جہاں ہوئیں؛ دو جڑواں کی اور روشن جہاں کی وفات ہو چکی ہے، باقی سب بھائی بہن ماشاءاللہ بقید حیات ہیں۔

ذکر عاجز

نام ونسب

اس عاجز کا نام محمد شکیل، کنیت ابوانس، عرفیت مولانا شکیل قاسمی اور نسب یہ ہے:
ابوانس محمد شکیل بن محمد عتیق بن محمد فاروق دلیل نگری۔

وطن اور جائے ولادت

میرا وطن مالوف کانپور شہر ہے اور جائے ولادت مکان موسومہ ''بڑے صدیق والا گھر'' واقع محلّہ مکھنیا بازار، مسٹن روڈ کانپور شہر ہے۔

تاریخ ولادت

محترمہ میری والدہ صاحبہ مرحومہ نے مجھے بتایا تھا کہ عمر میں تم اپنے بڑے بھائی محمد شفیق صاحب سے ۲/سال چھوٹے ہو، اور جب تمہارے چچا محمد توفیق صاحب کی

شادی (مارچ ۱۹۵۳ء میں) ہوئی تھی اُس وقت بھائی محمد شفیق صاحب ۶ ر مہینے کے تھے، اس حساب سے اُن کی تاریخ ولادت اکتوبر ۱۹۵۲ء اور میری ولادت کی تاریخ اکتوبر ۱۹۵۴ء صفر ۱۳۷۴ھ قرار پاتی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

تحصیل علم کا سلسلہ

بچپن میں ایک بزرگ خاتون محترمہ ''عالیہ صاحبہ مرحومہ'' سے ناظرہ قرآن کریم پڑھ کر مکمل کیا، اس وقت میری عمر غالباً آٹھ سال کی رہی ہوگی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

بعد ازاں ۱۹۶۳ء کے درمیانِ سال، میرے والد محمد عتیق صاحب مرحوم میری والدہ صاحبہ مرحومہ اور ہم سب بھائی بہنوں کو لیکر بسلسلۂ کاروبار، اٹاوہ شہر منتقل ہو گئے تھے، وہاں میرے چچا محمد توفیق صاحب مرحوم اپنی پوری فیملی کے ساتھ پہلے سے مقیم چلے آرہے تھے اور وہیں اُن کا اپنا کاروبار بھی تھا، والد صاحب مرحوم اِٹاوہ پہونچ کر انہی کے ساتھ کاروبار میں شامل ہو گئے تھے۔

اِسی دوران ستمبر ۱۹۶۳ء میں مدرسہ عربیہ قرآنیہ واقع محلّہ کٹرہ شہاب خاں اٹاوہ میں میری پرائمری کی اسکولی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، چنانچہ اُس مدرسہ کے درجۂ دوم میں میرا داخلہ ہوا؛ اُس کے آئندہ سال جولائی ۱۹۶۴ء میں جب میں درجہ سوم میں پہونچا تو چار مہینے کے بعد ہی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر صاحب مرحوم نے نومبر ۱۹۶۴ء میں ترقی دیتے ہوئے مجھے درجۂ چہارم میں داخل کر دیا تھا۔

اُسی سال ۱۹۶۴ء میں جب میں درجۂ چہارم میں پڑھ رہا تھا، تبھی مدرسہ کے اُستاذ حافظ آفتاب صاحب مرحوم نے مجھے قرآن کریم حفظ شروع کرادیا، محترم والد صاحب مرحوم پہلے ہی سے اس بات کے آرزومند تھے کہ اُن کی اولاد میں کوئی ایک بیٹا حافظ قرآن بن جائے؛ چنانچہ انہوں نے اپنی اسی آرزو کے پیش نظر میری پرائمری کی جاری اسکولی تعلیم کو رُکوا کر مجھے صرف حفظ قرآن کریم کیلئے فارغ کرادیا، تاکہ دوطرفہ تعلیم

کے نتیجے میں ذہن پر ڈبل بوجھ نہ پڑے۔

جب میرے تین پارے حفظ ہوگئے ،تو شوال ۱۳۸۴ھ مطابق فروری ۱۹۶۵ء میں میرے والد صاحب مجھے اٹاوہ سے کانپور لے آئے اور یہاں کے مشہور ومعروف اُستاذ القرا حضرت حافظ قاری احتشام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ واقع مسجد امامن سردار محلّہ پیچ باغ چمڑا منڈی میں مجھے داخل کرادیا؛ اُسی مدرسہ میں اُستاذ موصوف مرحوم کے زیرسایہ رہ کر میں نے چار (۴) سال کی مدت میں (۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۸ء تک) بعمر ۱۴؍سال قرآن کریم حفظ کی تکمیل کی ،فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْر .

بعد ازاں وہیں رہ کر ایک سال دور سنایااور آنے والے رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ م ۱۹۶۹ء میں اٹاوہ کی ایک مسجد واقع رام گنج روڈ میں تراویح کی پہلی محراب سنائی، جس میں ختم قرآن کے موقع پر حضرت اُستاذ محترم قاری صاحبؒ نے کانپور سے اٹاوہ تشریف لاکر شرکت فرمائی۔فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ .

اُس کے بعد ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ م جنوری ۱۹۷۰ء میں اٹاوہ کے میرے ایک عزیز جناب حاجی رئیس الدین صاحب مرحوم (چاند بھائی بھٹے والے) کے توسط سے ہردوئی جانے کا پروگرام بن گیا؛ ہوا یہ کہ میں حاجی صاحبؒ موصوف کے گھر کے سامنے اپنے کسی دوست کے ساتھ کھیل رہا تھا،اسی اثناء حاجی صاحبؒ نے مجھے اپنے پاس بلا کر بٹھایا،اور پوچھا کہ اب آپ کی تعلیم کا سلسلہ کیا رہے گا، میں نے بتایا کہ میں انشاءاللہ کانپور کے کسی مدرسہ میں عربی کی تعلیم حاصل کروں گا، اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ ہردوئی چلے جایئے، وہاں مدرسہ اشرف المدارس میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا ماحول بھی رہتا ہے؛ اس کے بعد انہوں نے میرے والد صاحب مرحوم کو بلا کر اس سلسلہ میں اُن سے بھی بات کرکے اُن کی ذہن سازی کی اور کہا کہ میں وہاں کے سرپرست اور ناظم حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رقعہ لکھ دونگا، چنانچہ والد صاحب مرحوم مجھ کو لیکر اٹاوہ سے ہردوئی پہونچ گئے، وہاں حضرتؒ سے ملاقات کرکے حاجی صاحب مرحوم موصوف کا

رقعہ حضرتؒ کو دیا، حضرتؒ نے شفقت فرمائی اور پوچھا کہ کانپور میں کس مدرسہ میں پڑھا ہے، تو میں نے بتایا کہ حضرت قاری احتشام علی صاحبؒ کے مدرسہ میں پڑھا ہے، اس پر فرمایا کہ قرآن کریم میں سے کچھ سناؤ، میں نے ترتیلاً چند آیات کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ جیسے تراویح میں پڑھتے ہیں ویسا سناؤ، چنانچہ وہ بھی میں نے پڑھا مگر کچھ تیز پڑھا، تو فرمایا کہ تراویح میں اتنا تیز قرآن نہیں پڑھا جاتا ہے۔

بہر حال اگلے دن بروز شنبہ ۱۵/ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ م ۲۴/ جنوری ۱۹۷۰ء کو میرے داخلہ کی کارروائی ہوئی اور درجہ فارسی سال اوّل میں مجھے داخلہ مل گیا۔

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی کے حضرت والاؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، اس عاجز نے اُن کے زیر سایہ رہ کر تعلیم و تربیت کے چھ سال گزارے ہیں (درجہ فارسی سال اوّل سے لیکر درجہ عربی سال چہارم تک)، اِن چھ سالوں میں اِس عاجز کو حضر و سفر دونوں میں حضرت والاؒ کی خدمت کا شرف بھی حاصل رہا ہے؛ اُس زمانہ میں مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں درجۂ عربی چہارم سے آگے کی تعلیم کا سلسلہ نہیں تھا اور مجھے بہر حال اپنی اگلی تعلیم جاری رکھنی تھی، اس لئے آئندہ کی تعلیم کیلئے مجھے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور جانا پڑا، چنانچہ شوال ۱۳۹۵ھ م اکتوبر ۱۹۷۵ء کو میں نے سہارنپور پہونچ کر مدرسہ مظاہر علوم میں درجۂ عربی سال پنجم میں داخلہ لیکر پڑھنا شروع کر دیا، ابھی چار ماہ ہی گذرے تھے کہ بتقدیر الٰہی وہاں کی آب و ہوا ، مجھے موافق نہیں آرہی تھی، اور طبیعت ناساز رہنے لگی تھی، اس لئے درمیان سال بغرض علاج سہارنپور سے میں کانپور آ گیا، حسن اتفاق کہ ایک روز حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ہوگئی، حضرتؒ نے فرمایا کہ پڑھائی کے وقت تم یہاں کیسے؟ میں نے حضرتؒ کو اپنی صورت حال بتائی، یہ سن کر حضرتؒ نے فرمایا کہ تم میرے وہاں ہتھورا مدرسہ میں چل کر پڑھو، وہاں انشاء اللہ تمہاری طبیعت ٹھیک رہے گی؛ میں نے بھی سوچا کہ تعلیم کا یہ سال برباد نہ ہو، اس لئے میں مدرسہ جامعہ عربیہ ہتھورا

ضلع باندہ چلا گیا،اور وہاں میں نے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ م اپریل ۱۹۷۶ء میں جلالین شریف اور ہدایہ اوّلین کی جماعت میں شامل ہوکر حضرت مولانا باندویؒ کے زیر سایہ، اس سال کی تعلیم مکمل کرلی؛ اور آئندہ کے تعلیمی سال شوال ۱۳۹۶ھ م اکتوبر ۱۹۷۶ء میں اگلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ حاصل کیا؛ وہاں میرا داخلہ موقوف علیہ کی جماعت میں ہوا، اپنے پیرومرشد حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رہ کر اس سال کی تعلیم مکمل کر کے آئندہ سال دورۂ حدیث شریف مکمل کیا اور بتاریخ ۱۹/ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ م ۲۶/ جولائی ۱۹۷۸ء درس نظامی کے عالمیت کے نصاب سے فراغت حاصل کی؛ اس طرح اپنی عمر عزیز کے قریباً پچیس (۲۵) سال میں تحصیل علم کا یہ نصابی سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ.

آئندہ سال مزید اوپر کی تعلیم حاصل کرنے کا دل میں داعیہ پیدا ہوا، اس کیلئے والدین رحمۃ اللہ علیہما سے اجازت لیکر شوال ۱۳۹۸ھ م ستمبر ۱۹۷۸ء کو دورۂ تفسیر میں داخلہ لینے کیلئے دارالعلوم دیوبند پھر جانا ہوا، وہاں پہونچ کر دورۂ تفسیر میں داخلہ لیا اور اس طرح اوپر کی تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ابھی دو مہینے ہی ہو پائے تھے کہ حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی سرپرستی میں چلنے والے مدرسہ جامع العلوم کانپور کے اُس وقت کے نائب مہتمم حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ، مدرسہ جامع العلوم کیلئے ایک مدرس کی ضرورت کو لیکر حضرت اقدسؒ کی خدمت میں دیوبند تشریف لائے اور اُن سے مدرسہ جامع العلوم کانپور کیلئے ایک مدرس کی ضرورت کا اظہار کیا؛ میں چونکہ حضرت اقدس مفتی صاحبؒ کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور میرا مزید اوپر کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے دوبارہ دارالعلوم دیوبند پہونچ کر تعلیم حاصل کرنا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضروری نہیں تھا، اس لئے حضرتؒ نے میرے سامنے اس کا تذکرہ کیا، اور جامع العلوم کانپور میں تدریس کی

خدمت انجام دینے کیلئے مجھے کانپور واپس جانے کو کہا، میں نے تھوڑی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت! یہ آپ کا میرے لئے مشورہ ہے یا حکم ہے؟ تو حضرتؒ نے میری ہوشیاری کو سمجھ لیا اور فرمایا ''جی میرا یہ حکم ہے''؟

بس میں نے اپنے شیخ ومرشد کے اس حکم کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے دورۂ تفسیر کی تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ منقطع کر دیا اور اپنی جائے اُلفت مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے رخصت ہو کر اپنی جائے ولادت شہر کانپور واپس آ گیا۔

مدرسہ میں تدریسی خدمات

شہر کانپور کی قدیم دینی، اسلامی، عربی درسگاہ اور حضرت حکیم الامت، مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کی علمی یادگار، مدرسہ جامع العلوم پٹکا پور کانپور میں حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے فرمان والا شان پر محرم الحرم ۱۳۹۹ھ م دسمبر ۱۹۷۸ء میں تدریسی خدمت انجام دینے کیلئے، عربی کے درجات میں ارباب انتظام نے میرا تقرر کر لیا۔ چنانچہ میں اس خدمت پر مامور ہو کر اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے میں مشغول ہو گیا۔ اور یہ تدریسی سلسلہ بحمد اللہ ۳۵/سال تک قائم رہا۔

اصلاحی تعلق اور بیعت

اسی سال ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ م فروری ۱۹۷۹ء میں اس عاجز نے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرنے کیلئے سلسلہ تصوف واحسان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کے خلیفۂ خاص حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی تاکہ علم ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح کا سلسلہ بھی قائم رہے، جیسا کہ ہمارے اکابر اور مشائخ کا طریقہ چلا آ رہا ہے!

مسجد وعیدگاہ کی امامت

سال ۱۹۷۹ء م ۱۳۹۹ھ میں ہی شہر کانپور کی ایک قدیمی مسجد واقع ''چوک صرافہ مسٹن روڈ کانپور'' کے ارباب انتظام نے مسجد میں نماز کی امامت کی ذمہ داری میرے سپرد کردی اور اس کے چند سال بعد کانپور شہر کی سب سے بڑی عیدگاہ واقع بیناجھابر کے ذمہ داروں نے عیدگاہ میں عیدین کی نمازوں کی امامت کا بوجھ بھی اس عاجز کے ناتواں کندھوں پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ خدمت بھی آپ کو انجام دینی ہے؛ چنانچہ یہ عاجز اللہ پاک کی دی ہوئی ہمت کے سہارے اپنے ناتواں کندھوں پر مذکورہ تینوں خدمات کا بوجھ اُٹھائے چلتا رہا، یہاں تک کہ جب میرے ساتھ کچھ جسمانی بیماریوں کا سلسلہ جڑ گیا اور شوگر کی خطرناک بیماری کے علاوہ گھٹنوں کے درد میں بھی زیادتی ہونے لگی، تو میں نے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں چل رہی اپنی تدریسی خدمات سے خود کو سبکدوش کر لینے کا فیصلہ کرلیا، چنانچہ موسم سرما کی آمد پر ۱۴۳۳ھ م ۲۰۱۲ء کو اس عاجز نے مدرسہ کے موجودہ مہتمم ومتولی جناب الحاج محی الدین خسرو تاج صاحب کو رخصت علالت کی درخواست دے کر اپنے آپ کو خدمت تدریس سے فارغ کرلیا۔

اب صرف مسجد اور عیدگاہ کی امامت کے دونوں سلسلے جاری ہیں، باقی وقت اپنے مطالعہ اور دیگر علمی اور غیر علمی مشاغل میں گذرتا ہے۔

تصنیف وتالیف

اس عاجز نے اللہ پاک کی دی ہوئی توفیق سے ۳۰ر چھوٹی کتابیں بھی تالیف کی ہیں، جن سے اللہ کے بندوں کو علمی فائدہ پہنچ رہا ہے، اُن کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) آپ عمرہ اور حج وزیارت کیسے کریں؟ (۲) خواتین عمرہ اور حج وزیارت کیسے کریں؟ (۳) ہم ناپاک کب ہوجاتے ہیں اور پاک کیسے ہوتے ہیں؟ یہ تینوں کتابیں

اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں دستیاب ہیں، اللہ پاک مزید علمی و دینی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مناکحت وازدواجی رشتہ

مذکورہ بالا مدرسہ ومسجد کی خدمات کا سلسلہ قائم ہو جانے کے بعد میرے والدین مرحومین کو میرے لئے رشتۂ ازدواج کی فکر ہوئی، چنانچہ انہوں نے لکھنؤ میں مقیم (اپنے حقیقی پھوپھی زاد بھائی) جناب مہدی حسن صاحب مرحوم کی سب سے چھوٹی بیٹی مسماۃ عمرانہ جمال کے ہمراہ یہ رشتہ طے کرادیا، جس کا انعقاد بتاریخ ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ م ۷/ مارچ ۱۹۸۲ء بروز اتوار کانپور میں ہوا، اللہ کریم نے اس رشتے میں برکت عطا فرمائی اور مجھے اپنے کرم سے اولاد واحفاد کی نعمتوں سے نوازا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلاً وَآخِرًا۔

اولاد واحفاد

اس عاجز کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بہ ترتیب ذیل چار (۴) مولود عنایت فرمائے۔

مولودِ اوّل

۳/ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ م ۱۳/ اگست ۱۹۸۳ء کو اللہ پاک نے ایک بیٹا عنایت فرمایا، ساتویں دن اُس کا عقیقہ کیا گیا، اور محمد انس نام رکھا گیا، تاریخی نام بھی مندرجہ ذیل نکالا گیا:

خصلت	نیک	انس	محمد
۱۱۲۰+	۸۰+	۱۱۱+	۹۲

= ۱۴۰۳ھ

مولوددوم

۴؍صفر ۱۴۰۶ھ م ۱۹؍اکتوبر ۱۹۸۵ء کو اللہ کریم نے ایک بیٹی سے نوازا، ساتویں دن اُس کا عقیقہ کیا گیا، اور یمنیٰ شکیل نام رکھا گیا۔

مولودسوم

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ م ۱۱؍دسمبر ۱۹۸۸ء کو باری تعالیٰ نے پھر ایک بیٹے سے نوازا، چودھویں دن اُس کا عقیقہ کیا گیا اور محمد راغب نام رکھا گیا۔

مولود چہارم

۸؍شعبان ۱۴۱۵ھ م ۱۰؍جنوری ۱۹۹۵ء کو قادر مطلق نے مزید ایک بیٹے سے نوازا، ساتویں دن اُس کا عقیقہ کیا گیا اور محمد شُرَیف نام رکھا گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کے مال واولاد میں خوب برکت دے اور سب کو اپنی مرضیات پر چلنا نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

فی الوقت ماشاء اللہ چاروں مولود شادی شدہ اور اولاد والے ہیں، چاروں کی شادیاں اور اُن کے بچوں کا سلسلۂ ولادت مندرجہ ذیل ہے:

(۱) یمنیٰ شکیل سلمہا کی شادی عزیزم محمد مذکر کے ہمراہ، اکتوبر ۲۰۰۷ء میں ہوئی، اللہ قادر وقدیر نے اُسے پہلے ایک بیٹے، پھر ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا، بیٹے کا نام احمد نجیم اور بیٹی کا نام اَلْوِیْنَہ بتول رکھا گیا۔

(۲) محمد انس سلمہ کی شادی عزیزہ خدیجہ ناز کے ہمراہ، نومبر ۲۰۰۹ء میں ہوئی، اللہ کریم نے اُسے ایک بیٹی سے نوازا، اُس کا نام شَذْرَہ شکیل رکھا گیا۔

(۳) محمد راغب سلمہ کی شادی عزیزہ ہادیہ ناصر کے ہمراہ، دسمبر ۲۰۱۳ء میں ہوئی، اللہ

رحمٰن نے اُسے یکے بعد دیگرے دو بیٹوں کی نعمت سے نوزا، پہلے بیٹے کا نام احمد اَفنان اور دوسرے بیٹے کا نام احمد البان رکھا گیا۔

(۴) محمد شُرَیف سلمہ کی شادی عزیزہ زیبش نور کے ہمراہ، مارچ ۲۰۲۰ء میں ہوئی، اللہ رحیم نے اُسے ایک بیٹے سے نوازا، اُس کا نام احمد اَلفان رکھا گیا۔

رب صمد کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سمیت مذکورہ اولاد و احفاد کو آخری دم تک اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

معاش کا بندوبست

الحمدللہ تحصیل علم سے فراغت کے بعد تلاش معاش کیلئے مجھے کانپور شہر سے باہر کہیں اور جانے کی زحمت نہیں اُٹھانی پڑی، جو کچھ میرے اور میرے بیوی بچوں کے نصیب کا تھا وہ ہم لوگوں کو اللہ پاک نے یہیں اپنے وطن عزیز میں فراہم کردیا؛ چنانچہ میری اولاد کی شادیاں بھی یہیں ہوئیں، اور کاروبار کے مواقع بھی یہیں اللہ کریم نے عطا فرمادیئے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

حرمین شریفین کی حاضری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عاجز کو محض اپنے فضل وکرم سے بسلسلہ حج وعمرہ ۷/ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف بخشا، چنانچہ ترتیب وار اُن حاضریوں کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے۔

پہلی بار ۱۹۸۷ء میں اکیلے ہی حج وعمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔

دوسری بار ۱۹۹۰ء میں اپنے والدین اور اہلیہ کے ہمراہ حج وعمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔

تیسری بار ۱۹۹۲ء میں پھر اکیلے حج وعمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔

چوتھی بار ۲۰۰۳ء میں اہلیہ کے ہمراہ حج وعمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔

پانچویں بار ۲۰۰۶ء کے رمضان میں اکیلے عمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔
چھٹی بار ۲۰۱۲ء کے رمضان میں اہلیہ کے ہمراہ عمرہ کیلئے حاضری ہوئی۔
ساتویں بار ۲۰۱۵ء میں اکیلے حج وعمرہ کیلئے باریابی نصیب ہوئی۔
اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہر مرتبہ کی حاضری کو قبول ومنظور فرما کر اُسے میری اخروی نجات وفلاح کا ذریعہ بنادے، نیز آئندہ بھی صحت وسلامتی کے ساتھ یہ سعادت نصیب ہوتی رہے، آمین ثم آمین۔

اشخاص واعلام

طالب علمی کے زمانہ میں جن خاص شخصیتوں سے میرا علمی اور غیر علمی تعلق رہا ہے، اُن میں سے چند کے نام یہاں درج کئے جارہے ہیں:

(۱) **اٹاوہ میں**: مولانا محمد حامد اختر صاحبؒ، مولانا محمود الحسن صاحبؒ، مولانا فدا حسین صاحبؒ، حافظ آفتاب احمد صاحبؒ، حافظ شبیر احمد صاحبؒ، حافظ الٰہی بخش صاحب، حاجی رئیس الدین صاحبؒ (بھٹے والے)، ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ صاحبؒ۔

(۲) **کانپور میں**: استاد محترم حافظ قاری احتشام علی صاحبؒ، حافظ وقاری محمد عادل صاحب، حافظ وقاری شمس الہدیٰ صاحبؒ، حافظ محمد احمد صاحب، حافظ ظہیر الحسن صاحبؒ، حافظ شاہد اسلام صاحب، حافظ شاہد زکریا صاحب، حافظ ارشد الٰہی صاحب، حافظ محمد جمیل گرو صاحب۔

(۳) **ہردوئی میں**: شیخ طریقت حضرت محی السنۃ شاہ محمد ابرار الحق صاحبؒ، شیخ طریقت حضرت قاری امیر حسن صاحبؒ، حضرت مولانا بشارت علی صاحبؒ، استاد محترم حضرت مولانا قمرالدین صاحبؒ، استاد محترم حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب بستوی، برادرم مولانا محمد شفیع بھٹکلی صاحب، برادرم مفتی عبدالمغنی صاحبؒ حیدرآبادی، برادرم مولانا منیر احمد صاحب ہردووی، برادرم

مولانا محمد ایوب صاحبؒ سیتا پوری، برادرم ڈاکٹر محمد ولی اللہ ندوی صاحب، مقیم شارجہ عرب امارات۔

(۴) **سہارنپور وھتھورا میں**: شیخ طریقت حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ، استاد محترم مولانا محمد اللہ صاحبؒ، استاد محترم مولانا محمد یعقوب شمسی صاحب، استاد محترم مفتی عبدالقیوم صاحبؒ، شیخ طریقت استاد محترم حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحبؒ باندوی، استاد محترم مولانا نفیس اکبر صاحبؒ، استاد محترم مولانا محمد زکریا صاحب، استاد محترم مولانا انتظام احمد صاحبؒ۔

(۵) **دیوبند میں**: شیخ طریقت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، شیخ طریقت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، استاد محترم حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ، استاد محترم حضرت مولانا انظر شاہ صاحبؒ، استاد محترم حضرت مولانا محمد سالم صاحبؒ، استاد محترم حضرت مولانا خورشید عالم صاحبؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خانصاحبؒ، برادرم مولانا محمد ابراھیم صاحب افریقی، برادرم مفتی ثمین اشرف صاحب مقیم دبئی، برادرم مولانا محمد عثمان صاحب سلطانپوری، برادرم مولانا شریف احمد صاحب بلگرامی، برادرم مولانا محمد حسین موسیٰ صاحب افریقی۔

وفیات واموات

اس دنیا میں جس طرح ولادت کے ذریعہ آنے والوں کا سلسلہ قائم ہے اسی طرح وفات کے ذریعہ یہاں سے واپس جانے والوں کا سلسلہ بھی جاری وساری ہے، یہ نظامِ قدرت ہے؛ اسی نظام قدرت کے تحت میرے افراد خاندان اور اساتذہ ومشائخ بھی اپنا اپنا وقت موعود پورا کرکے یہاں سے رخصت ہوگئے، ان سب کی تعداد تو بے شمار ہے مگر اُن میں سے چند خاص خاص ہستیوں کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے۔

افرادخاندان

نام ونسبت	وفات کے ماہ وسال
دادامحمد فاروق صاحب	رمضان ۱۳۸۱ھ م فروری ۱۹۶۲ء
دادی آمنہ خاتون	صفر ۱۴۰۲ھ م دسمبر ۱۹۸۱ء
نانا کرم الٰہی صاحب	رجب ۱۳۹۰ھ م ستمبر ۱۹۷۰ء
نانی عالیہ خاتون	ان کی وفات کا ماہ وسال معلوم نہ ہوسکا
والدگرامی محمد عتیق صاحب	رجب ۱۴۱۹ھ م نومبر ۱۹۹۸ء
والدہ گرامی نور جہاں بیگم	صفر ۱۴۳۸ھ م نومبر ۲۰۱۶ء
چچا گرامی محمد توفیق صاحب	صفر ۱۴۲۷ھ م مارچ ۲۰۰۶ء
ماموں گرامی شان الٰہی صاحب	ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ م نومبر ۱۹۸۷ء
ماموں گرامی ارشاد الٰہی صاحب	ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ م مئی ۲۰۰۵ء
ہمشیرہ روشن جہاں	رمضان ۱۴۳۹ھ م جون ۲۰۱۷ء

اساتذہ ومشائخ

نام ونسبت	وفات کے ماہ وسال
شیخ طریقت مولانا محمد اسعداللہ صاحبؒ	رجب ۱۳۹۹ھ م جون ۱۹۷۹ء
شیخ طریقت مفتی محمود حسن گنگوہی صاحبؒ	ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ م ستمبر ۱۹۹۶ء
شیخ طریقت قاری صدیق احمد صاحبؒ	ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ م اگست ۱۹۹۷ء
شیخ طریقت شاہ محمد ابرارالحق صاحبؒ	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ م مئی ۲۰۰۵ء
شیخ طریقت قاری امیر حسن صاحبؒ	ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ م فروری ۲۰۱۲ء
استاذ محترم قاری احتشام علی صاحبؒ	شعبان ۱۴۱۱ھ م فروری ۱۹۹۱ء

استاذ محترم مولانا انظر شاہ صاحبؒ	ربیع الاول ۱۴۲۹ھ م اپریل ۲۰۰۸ء
استاذ محترم مولانا نصیر احمد خاں صاحبؒ	صفر ۱۴۳۱ھ م فروری ۲۰۱۰ء
استاذ محترم مفتی سعید احمد صاحبؒ	رمضان ۱۴۴۱ھ م مئی ۲۰۲۰ء
خال محترم حافظ محمد عتیق صاحبؒ	شوال ۱۴۴۱ھ م جون ۲۰۲۰ء
مفتی منظور احمد صاحبؒ مظاہری	ربیع الاول ۱۴۴۱ھ م نومبر ۲۰۱۹ء
مولانا مبین الحق صاحبؒ قاسمی	رمضان ۱۴۲۳ھ م نومبر ۲۰۰۲ء
مولانا انوار احمد صاحبؒ جامعی	محرم ۱۴۳۹ھ م اکتوبر ۲۰۱۷ء

یہ ہے اس عاجز کی ۶۸/سالہ زندگی کا انتہائی مختصر تذکرہ جسے اگر تفصیل سے لکھا جائے تو سینکڑوں صفحات بھی کم پڑ جائیں گے؛ اللہ پاک سے دعا ہے کہ زندگی کے جو ایّام رہ گئے ہیں، انہیں اپنی مرضی کے مطابق گذارنے کی توفیق عطا فرمادیں اور جب وقت موعود آجائے تو حسن خاتمہ کے ساتھ اپنے پاس بلالیں، آمین ثم آمین یارب العالمین۔

راقم

عاجز محمد شکیل قاسمی

۲۵/ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ م ۲۱/نومبر ۲۰۲۲ء

بروز دوشنبہ